شریعت کی ارتقائی تاریخ

پروفیسر حافظ محمد اسلم

(دوسری قسط)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت:

آپ کے حوالے سے عبادت گاہوں اور قربان گاہوں کا ذکر خصوصیت سے ملتا ہے۔ جن میں سرفہرست بیت اللہ ہے۔ جسے آپ نے اپنے بیٹے اسماعیل کے ساتھ مل کر بنایا تھا۔ اسی طرح مزید دو قربان گاہوں کا ذکر بائبل کے حوالے سے ملتا ہے۔(۶۱) عبادت گاہ بننے کے بعد ضرورت ہوتی ہے۔ کہ عبادت کے لئے مخصوص وقت اور مقررہ دن ہو۔ چنانچہ ہفتہ کے سات دنوں میں سے جمعہ کا دن اس مقصد کے لئے مقرر کیا۔(۶۲)

عبادات کے ضمن میں ایک اہم حکم قربانی کا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اس مقصد کے لئے اپنے بیٹے اسماعیل کی قربانی کرنا چاہی۔ مگر پھر خدا تعالیٰ کے حکم سے دنبہ کی قربانی پیش کی۔(۶۳) کچھ قدر تبدیلی کے ساتھ اس واقعہ کی تفصیل بائبل میں بھی موجود ہے۔(۶۴) قبل از اسلام اہل عرب دو چیزوں کو خاص طور پر ابراہیمی باقیات میں سے شمار کرتے، حج اور ختنہ۔(۶۵) اس ختنہ کا ذکر بائبل میں بھی موجود ہے۔ سب سے پہلا عہد جو ابراہیم سے ہوا ختنہ کا ہے۔ اپنی اولاد کا بھی اور زر خرید (غلام) کا بھی۔(۶۶)

عبادات کا ایک اہم رکن زکوۃ ہے۔ اسلامی روایات سے اس پہلو پر کوئی روشنی نہیں پڑتی البتہ بائبل کی روایات سے کچھ معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ مثلاً ابراہیم نے مال کا دسواں حصہ (کاہن کو) دیا۔(۶۷) غالباً یہ وہی صدقہ ہوگا۔ جو موسوی شریعت میں دہ یکی اور اسلام میں زمین کی پیداوار پر عشر کے نام سے نافذ ہے۔ اس دور میں آمدنی کا بڑا ذریعہ زمین ہی ہوتی تھی۔ لہٰذا اس کا ذکر خصوصیت سے موجود ہے معاملات میں چند امور معلوم ہوتے ہیں۔ وہ بھی اولاد کے حوالے سے۔ مثلاً حضرت یعقوب کے بیٹے یہوداہ نے ایک عورت کے پاس رہن رکھا۔(۶۸) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوران سفر کاروبار کے لئے رہن کا استعمال ہوتا تھا۔ اور یہ معاملہ صرف مردوں تک ہی محدود نہیں بلکہ عورتیں بھی یہ کاروبار کرتی تھیں۔

آدم ھر چہ دارد از پیش قنداق دارد ☆ تخم مرغ دزد، شتر دزد می شود

وراثت کے معاملے میں پہلوٹھے کا خاص مقام تھا کہ اسے دوگنا حق دیا جاتا۔(۶۹) نکاح کے سلسلے میں سوتیلی بہن سے شادی کرنا جائز تھا۔خود حضرت ابراہیم نے اپنی بیوی سائرہ کے متعلق کہا تھا کہ باپ کی طرف سے بہن ہے۔ماں کی طرف سے نہیں۔(۷۰) اسی طرح دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز تھا جیسا کہ حضرت یعقوب کا قصہ ہے کہ پہلے اپنے ماموں کی بڑی بیٹی لیاہ سے شادی کی پھر اس کی چھوٹی بیٹی سے شادی کی۔(۷۱) معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے باب میں تقریباً حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت پر ہی عمل جاری تھا اور اس میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔

حضرت لوط علیہ السلام کے حوالے سے لواطت اور ڈاکہ زنی کی حرمت واضح ہوئی ہے۔(۷۲) تعزیرات کی چند مثالیں بھی دستیاب ہیں۔مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب دوسری مرتبہ غلہ لینے گئے تو چوری کے الزام میں بنیامین کو روک لیا گیا۔کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے دین میں یہ اصول تھا کہ چوری کرنے پر غلام بنالیا جائے۔(۷۳)

معاشرے کا ایک عمومی جرم زنا ہے اس معاملے میں سزا بھی سخت رہی ہے۔بائبل میں ہے کہ حضرت یعقوب کے بیٹے یہوداہ نے کہا کہ اسے (کسی عورت کو) باہر نکال لاؤ کہ جلائی جائے۔(۷۴) زنا کے جرم میں جلانے کی شدید سزا پر بظاہر حیرت ہوتی ہے۔مگر اس دور میں یہ سزا عام تھی جیسا کہ بت شکنی کے جرم پر ان لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی جلانے کی سزا دی۔ضمنی طور پر یہ بھی معلوم ہوا کہ زنا کو قدیم زمانہ میں بھی شدید ترین جرم سمجھا جاتا تھا۔

خصوصیات:

۱۔ عبادت گاہوں کی تعمیر، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عبادت سے خاص شغف تھا۔اس مقصد کے لئے آپ نے عبادت گاہیں بنائیں۔جن میں سے تین کا ذکر خصوصیت سے ملتا ہے۔جن میں سرفہرست خانہ کعبہ ہے۔علاوہ ازیں دو قربان گاہوں کا ذکر ہے۔جہاں خدا کی خوشنودی کے لئے قربانی پیش کی جاتی اس کی صورت یہ ہوئی کہ کسی خاص مقام پر حضرت ابراہیم کو خدا کا جلوہ دکھائی دیتا۔آپ اس جگہ پتھر کھڑا کرتے اور وہ جگہ قربان گاہ بن جاتی۔(۷۵) بعد ازاں عبادت گاہیں بنانے کا یہ سلسلہ آپ کی اولاد میں بھی جاری رہا۔

۲۔ اجتماعیت: عبادت گاہ بنانے کے ساتھ ساتھ اس دور میں اجتماعیت کا رنگ پیدا ہوگیا تھا۔یعنی

اجتماعی شکل میں عبادات ادا کی جاتی تھیں۔اسی لئے جمعہ کا دن مقرر کرنا پڑا۔اجتماعیت کا شعور پیدا ہونے کی وجہ آبادی کی کثرت اور معاشرے کا ارتقاء بھی ہوسکتا ہے۔نیز آپ اگرچہ فلسطین کے غیر متمدن اور قبائلی طرز کے علاقے میں مقیم تھے جیسا کہ بائبل سے اشارے ملتے ہیں۔مگر چونکہ آپ اس وقت دو متمدن مما لک یعنی عراق اور مصر کے حالات سے آشنا تھے اوران میں سکونت کر چکے تھے۔اس لئے آپ نے اپنے مذہبی ماحول کو بھی اجتماعی شکل دی۔آپ کی شریعت میں معاملات یا تعزیرات کے احکام دستیاب نہ ہونے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ تبلیغی مصروفیات اور معاشرتی حالات کی وجہ سے اس کے مواقع ہی کم پیدا ہوئے ہوں۔یا ناقلین نے بے اعتنائی کا مظاہرہ کیا ہو۔آپ کی شریعت کے جو احکام دستیاب ہیں وہ بھی بائیبل میں مذکور واقعات سے ضمنی طور پر اخذ ہوتے ہیں۔یا اہل عرب کی صدری روایات سے۔ورنہ بائبل کے مرتبین نے تو ان کی تبلیغی مساعی کا بھی ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ خود کو دین ابراھیمی کے پیروکار کہلاتے تھے اوراس پر فخر کرتے تھے۔اس کے برعکس قرآن اپنے معمول کے مطابق ان کے تبلیغی کارناموں کو بھرپور انداز میں نقل کرتا ہے۔

موسوی شریعت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ۱۵۷۱ قبل مسیح ہوئی۔(۷۶) آپ جلیل القدر اولوالعزم اور صاحب شریعت نبی تھے۔قرآن مجید نے آپ کی شریعت کا ذکر تیسرے نمبر پر کیا ہے۔(۷۷) آپ کی شریعت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔قبل از خروج مصر اور بعد از خروج مصر۔قبل از خروج، آپ اپنی قوم بنی اسرائیل سمیت مصر میں آباد تھے۔آپ کی قوم نہ صرف یہ کہ محکوم تھی بلکہ نہایت مظلوم بھی تھی۔غالباً اسی دور میں آپ پر دس صحیفے نازل ہوئے۔(۷۸) ان صحیفوں کا ذکر قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔(۷۹)

عبادت کی ادائیگی میں اجتماعی انداز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور سے شروع ہو چکا تھا۔ قبل از خروج، مصر میں بنی اسرائیل کے لئے نماز کی ادائیگی کا اجتماعی طریقہ بھی تھا اور عبادت خانے بھی تھے۔جنہیں فرعون نے منہدم کردیا تھا۔اس بنا پر حکم ہوا کہ یہ لوگ اپنے گھروں میں نماز ادا کریں اور قبلہ رخ کا خیال کریں۔قبلہ رخ بیت المقدس تھا یا کعبہ۔دونوں قسم کی روایات ملتی ہیں۔اگر کعبہ تھا تو نزول توراۃ کے بعد بیت المقدس بنادیا گیا۔(۸۰)

اس دور میں اجتماعی قربانی کا بھی پتہ چلتا ہے۔اس کی ادائیگی میں بھی فرعون رکاوٹ ڈالتا تھا۔(۸۱) غالباً اسی دور میں قتل کا واقعہ پیش آیا۔جس کا قاتل معلوم کرنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو حکم دیا کہ گائے ذبح کریں۔(۸۲)

محکومیت ومظلومیت کا یہ دور فرعون کی تباہی کے ساتھ ختم ہوا۔اس لحاظ سے یہ دور حضور ﷺ کی مکی زندگی سے مشابہت رکھتا ہے۔اس دور کی مزید تشریحی تفصیلات دستیاب نہیں۔

مصر سے خروج کے بعد بنی اسرائیل،فرعون کی غلامی سے آزاد ہو چکے تھے۔اب حضرت موسیٰ مذہبی امور کے علاوہ دنیوی معاملات میں بھی ان کے سربراہ تھے۔آپ کے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام بھی نبی اور آپ کے معاون کار تھے۔بنواسرائیل لاکھوں کی تعداد میں تھے۔جنہوں نے مصر کے متمدن معاشرے میں زندگی گزاری تھی۔اب انہیں اپنے لئے آئین وقوانین کی ضرورت تھی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد خداوندی کے مطابق کوہ طور پر چالیس راتیں گزاریں۔پھر انہیں توراۃ کے نام سے شریعت عطا کی گئی۔پتھر کی سلوں پر اس کی تحریر من جانب اللہ تھی۔(۸۳) یا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود ان ہدایات کو تحریر کیا تھا۔(۸۴) دونوں قسم کی روایات ملتی ہیں۔نیز الواح کے ٹوٹنے کے بعد متبادل تختیاں عطا کی گئیں۔(۸۵) احکام وقوانین کا یہ ایک تفصیلی مجموعہ تھا۔جس کے مفصل ہونے کا ذکر قرآن میں بھی موجود ہے۔(۸۶) احکامات کی یہ تفصیل آج بھی بائبل میں موجود ہے۔یعنی بائبل کے مختلف اجزاء مثلاً خروج،احبار،اوراستثناء میں ان کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔یہ قوانین زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہیں۔ذیل میں ان کا مختصر تعارف کرایا جاتا ہے۔

ا۔عبادات:

اس باب میں پہلے نمبر پر نماز ہے۔جو کہ ہر مذہب کا جز ہے۔بنواسرائیل مصر میں نماز ادا کرتے تھے۔جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔دوسرے نمبر پر روزہ ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر چالیس دن بھوکے پیاسے گزارے۔(۸۷) چالیسویں دن یعنی یوم عاشورہ کا روزہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔(۸۸)

زکوۃ کو دہ یکی کہا جاتا ہے۔جو کہ زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ ہے۔اسی طرح درختوں کے پھلوں اور جانوروں پر بھی یہ وصول کی جاتی ہے۔(۸۹) نقدی کی صورت میں آدھا مثقال دینا واجب ہے۔(۹۰) توراۃ کے نزول کے وقت بنواسرائیل صحرائے سینا میں مقیم تھے۔جہاں ان کی دولت کھیت اور

غلہ وغیرہ تھے۔اس لئے ان کا تذکرہ بھی زیادہ ہے۔جبکہ نقدی اور سکے وغیرہ اس جگہ کم تھے۔اس لئے ان کا ذکر بھی برائے نام ہے۔نیز اس کے مصارف اور مقدار کی تفصیل بھی کم ہے۔بعض اسلامی روایات میں ہے کہ یہود پر، ۵۰ نمازیں فرض تھیں۔ ربع مال کی زکوۃ تھی اور نجاست والے کپڑے کا کاٹنا فرض تھا۔(۹۱) مگر اس قسم کے بیانات کی تائید تورات سے نہیں ہوتی جبکہ علامہ آلوسی کے خیال میں یہ تورات کے احکام نہیں بلکہ شدت پسندوں کے ذاتی اعمال تھے۔(۹۲)

۲۔ماکولات:

یہ ایک وسیع باب ہے۔جس میں جانوروں کی حلت وحرمت پر بحث ہے۔اس میں چوپائے، پرندے، رینگنے والے جانور اور بحری جانوروں کے متعلق خاصی وضاحت ہے۔یعنی ۲۰ کے قریب حلال پرندوں کا ذکر نام کے ساتھ موجود ہے۔اسی طرح دس بحری جانوروں کے ذکر کے علاوہ کچھ اصول بھی بتلائے گئے ہیں۔مثلاً جن کے پاؤں چیرے ہوئے ہوں اور وہ جگالی کرتے ہوں حلال ہیں۔حرام جانوروں میں سے مردار، سور، درندے کے پھاڑے ہوئے، بتوں کے نام پر مذبوح جانور اور خون وغیرہ۔بحری جانوروں میں سے پر والے اور چھلکے والے حلال ہیں۔(۹۳) جانوروں کی حلت وحرمت کی اس بحث کا قرآن کے ساتھ موازنہ کریں تو تورات میں یہ تفصیل نسبتاً زیادہ ہے۔

۳۔مناکحات:

نکاح کے محرمات میں تقریباً قرآن والی فہرست ہے، اسی طرح زنا کی حرمت، ہم جنسی، جانوروں سے بدکاری کی حرمت بھی تفصیلی انداز میں موجود ہے۔(۹۴) تاہم رضاعی رشتوں کی حرمت کا ذکر نہیں، جو کہ قرآن میں موجود ہے۔اسی طرح مشترکہ عورت سے نکاح کی حرمت اور بہت سی بیویوں کی بھی ممانعت ہے۔(۹۵) دیگر احکام مثلاً پاک دامن پر تہمت لگانا۔(۹۶) لعان کرنا۔(۹۷) مہر ادا کرنا۔(۹۸) بھی موجود ہیں۔

۴۔مالی معاملات:

اس میں بھی متعدد قسم کے احکام موجود ہیں۔مثلاً سود کی حرمت، چنانچہ حکم ہے قرض خواہ سے سود نہ لینا، گروی رکھی ہوئی چیز کو جلد واپس کرنا، رشوت نہ لینا۔(۹۹) وزن اور پیمائش میں ناراستی نہ کرنا۔

بیٹی کو کسبی نہ بنانا۔(۱۰۰)مزدور کی مزدوری غروب آفتاب سے قبل دینا۔(۱۰۱) گم شدہ چیز بھائی کو واپس کرنا۔(۱۰۲) توراۃ کی یہ تعلیمات بھی اسلام کی تعلیمات سے ملتی جلتی ہیں۔تاہم وراثت سے متعلقہ احکام کی تفصیل نہیں ملتی۔

۵۔احکام سلطانیہ:

نزول توراۃ کے زمانے میں جمہوریت تو کہیں بھی نہ تھی۔امور سلطنت کی سرانجام دہی کے لئے بادشاہت ہوتی تھی۔جو کہ موروثی چیز ہے۔جبکہ موسیٰ علیہ السلام بحیثیت نبی ہونے کے ان کے مذہبی رہنما تھے اور دنیوی سیاست بھی انہیں حاصل تھی۔اسی سلسلے میں توراۃ کی ہدایات یہ ہیں:

اپنے بھائیوں میں سے کسی کو بادشاہ بنانا اور پردیسی کو جو کہ تیرا بھائی نہیں اپنے اوپر حاکم نہ بنانا۔(۱۰۳)

معلوم ہوا غیر کی حکمرانی درست نہیں۔ضمنی طور پر یہ بھی معلوم ہوا کہ حکمران بنانے کیلئے باہمی مشورہ اور رضامندی کا دخل تھا۔ورنہ روکنے کا کوئی مطلب نہیں۔اس طرح ابتدائی انتخاب میں جمہوریت کی کچھ شکل واضح ہوتی ہے مگر مغربی جمہوریت کی نہیں۔مذہبی فرائض کی ادائیگی کے لئے کہانیت تھی جو کہ موروثی تھی اور حضرت ہارون علیہ السلام کے خاندان کے ساتھ مخصوص تھی۔تفصیل آگے آتی ہے۔

جنگ و جہاد کے احکام بھی ہیں۔مثلاً یہ قول کہ: اگر کسی شہر سے جنگ کرنے پہنچے تو صلح کا پیغام دینا، اگر وہ صلح کریں تو سب باشندے تیرے باج گزار بن کر تیری خدمت کریں۔اگر صلح نہ کرے تو اس کا محاصرہ کرنا اور قبضہ کر کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کرنا، عورتوں، بچوں اور جانوروں کو اپنے لئے رکھ لینا۔(۱۰۴)

اس عبارت میں پانچ احکام (یعنی جہاد، صلح، جزیہ، غلام بنانا قتل کرنا) کا ثبوت ملتا ہے۔قتل کرنے کا یہ حکم اسلامی شریعت کی نسبت زیادہ سخت ہے۔البتہ درختوں کے متعلق حکم ہے کہ دشمن کے شہر کے محاصرے کے وقت درخت نہ کاٹنا۔(ایضاً)

۶۔تعزیرات:

اس عنوان پر بھی خاصی تفصیل موجود ہے۔مثلاً قتل کا بدلہ قتل، اعضاء میں قصاص، حمل کا اسقاط ہو جائے تو شوہر کی مرضی کے مطابق جرمانہ ادا کرے۔(۱۰۵) قتل خطاء کی صورت میں قاتل واجب القتل نہیں۔غلام یا لونڈی کی آنکھ پھوڑنے پر اس کو آزادی دے دی جائے۔(۱۰۶) چوپائے کو مار ڈالنے پر اس

کا معاوضہ دیا جائے۔(۱۰۷) اگر چوپایہ کسی کو ٹکر وغیرہ مار دے تو اس کے تفصیلی احکامات ہیں۔ جادوگرنی کو قتل کر دیا جائے۔(۱۰۸) مرتد کو قتل کیا جائے۔(۱۰۹) مدعی نبوت کو قتل کیا جائے۔(۱۱۰) زانی کو سنگسار کیا جائے، تہمت لگانے کی صورت میں لڑکی کے باپ کو سو مثقال جرمانہ دے۔(۱۱۱) اس طرح مختلف خطاؤں پر مالی سزاؤں یعنی کفارہ۔ نیز آزاد اور غلام کی سزاؤں میں امتیاز بھی رکھا گیا ہے۔(۱۱۲)

مندرجہ بالا تمام بحث سے معلوم ہوا کہ شریعت ایک مفصل شریعت تھی۔ جس میں ہر باب سے متعلق تفصیلی احکامات، اصول وضوابط اور بعض مسائل کی جزئیات تک موجود تھیں۔

خصوصیات:

موسوی شریعت کے مطالعہ سے مختلف خصوصیات اور اہم نکات سامنے آتے ہیں۔ جنہیں ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ دیگر مخفی گوشوں سے آگاہی ہو سکے۔

ا۔ظاہریت پسندی:

موسوی شریعت میں سادگی کی بجائے تصنع اور تکلف ہے اور یہ تصنع بھی کثیر الجہتی ہے۔ مثلاً عبادت گاہ کی تعمیر کے متعلق حکم ہے......اور وہ میرے لئے مقدس بنائیں تاکہ میں ان کے درمیان سکونت کروں۔ مقدس کا یہ سامان ہو۔ کیکر کی لکڑی کا صندوق۔ اس کے اندر اور باہر خالص سونا منڈھا ہوا ہو۔ اس کے اردگرد زریں تاج بنانا۔ اس کے لئے سونے کے چار کڑے ڈھال کر چاروں طرف پایوں میں لگانا۔ کنارے کا سرپوش خالص سونے کا بنانا۔ جس کا طول اڑھائی ہاتھ اور عرض اڑھائی ہاتھ ہو۔ اور سونے کے دو کروبی سرپوش کے دونوں سروں پر گھڑ کر بنانا۔ دو ہاتھ لمبی ایک ہاتھ چوڑی میز بنانا۔ اور تو بنی اسرائیل کو حکم کر کہ زیتون کا خالص تیل روشنی کے لئے لائیں۔ تاکہ چراغ ہمیشہ جلتا رہے۔ یہ دستور العمل بنی اسرائیل کے لئے نسل در نسل ہوگا۔(۱۱۳)

۲۔ مذہبی رسومات کی ادائیگی کے لئے ہارون کی اولاد مخصوص تھی۔ جن کے لئے مخصوص اور پر تکلف قسم کے لباس کا حکم تھا۔(۱۱۴)

۳۔ روزے جیسی خاموش اور مخفی عبادت میں بھی ظاہریت پسندی پیدا کر لی گئی تھی کہ غمگین اور اداس شکل بنا کر اپنے روزے کا اظہار کرتے۔ اس تصنع پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شدید تنقید کی تھی۔(۱۱۵)

ظاہریت پسندی کا یہ دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ غلطی اور خطا کی صورت میں استغفار یا ندامت

کی بجائے بھی یہی وصف نظر آتا ہے۔مثلاً خداوند نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ لاویوں کو بنی اسرائیل سے الگ کر کے ان کو پاک کر۔ پاک کرنے کے لئے خطا کا پانی لے کر ان پر چھڑکنا۔ پھر وہ اپنے سارے جسم پر استرہ پھروائیں اور کپڑے اور اپنے کو صاف کریں۔ پھر وہ ایک بچھڑا لائیں خطا کی قربانی کا دوسرا بچھڑا لائیں۔(۱۱۶)

اس حکم میں بھی باطن کی بجائے ظاہر کی طہارت ہے اور قربانی جیسے ظاہری عمل پر زور ہے۔

۲۔قربانی:

توراۃ میں جانوروں کی قربانی بالخصوص پہلو ٹھے جانور کی قربانی پر بہت زور ہے۔ بلکہ بعض مواقع پر تو دو دو قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔نیت کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں۔ خطاؤں سے معافی حاصل کرنے کے لئے بطور کفارہ دوسرے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے بطور عبادت۔ پھر ادائیگی کے اعتبار سے بھی دو قسمیں ہیں۔سوختنی قربانی جس میں گوشت جلا دیا جاتا ہے۔دوسری ذبیحی قربانی۔

۳۔اجارہ داری:

مذہبی امور کی ادائیگی کے لئے اہلیت کی بنیاد تقوی یا علم نہیں۔ بلکہ مخصوص افراد کی اجارہ داری ہے۔جنہیں کاہن کہا جاتا ہے۔اس مقصد کے لئے ہارون علیہ السلام کی اولاد متعین ہے۔یعنی یہ عہدہ ان کے خاندان کے ساتھ مخصوص ہے۔ چنانچہ آپ کے دو بیٹے تو آپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے اور دوسرے دونوں بیٹے ہارون کے سامنے کہانت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔(۱۱۷) اسی طرح نذر کے بارے میں شرع یہ ہے کہ ہارون کے بیٹے اسے مذبح کے آگے خدا کے حضور پیش کریں۔(۱۱۸)

ان کاہنوں کا مقام اس قدر بلند تھا کہ اگر کوئی شخص گستاخی سے پیش آئے، خدا کی خدمت میں کھڑے ہونے والے کاہن اور قاضی کی بات نہ سنے تو وہ شخص مارا جائے۔(۱۱۹) ان کاہنوں کی ذمہ داریوں کا دائرہ بھی وسیع تھا۔مثلاً بدکاریوں کے ازالے کے لئے بکرا لایا جائے۔ ہارون اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر تمام گناہوں کا اقرار کرے، پھر اس بکرے کو ویرانہ میں چھوڑ دیا جائے۔(۱۲۰) گویا موسوی شریعت میں کاہن کا وہی مقام ہے جو ہندو مذہب میں برہمن کا ہے۔اس طرح صرف عبادات ہی میں نہیں بلکہ استغفار میں بھی انسان اور خدا کے درمیان واسطہ کی دیوار قائم کر کے دونوں میں دوری پیدا کر دی گئی ہے۔

۴۔محض دنیوی سزا:

موسوی شریعت میں نیکی کی ترغیب اور برائی سے بچانے کے لئے صرف دنیوی انعامات اور سزاؤں کا ذکر ہے۔اخروی عذاب کی وعید یا نعمتوں کی بشارتیں نہیں۔مثلاً اگر تم میری شریعت پر چلو تو میں تمہارے لئے ہر وقت مینہ برساؤں گا۔ زمین سے اناج پیدا کروں گا۔تمہارے گناہوں کے موافق تمہارے اوپر سات گنی بلائیں لاؤں گا۔(۱۲۱) نیز جو کوئی اپنی چچی یا تائی سے زنا کرے گا وہ لاولد رہے گا۔(۱۲۱) یہ تمام دنیوی سزائیں ہیں۔تورات کا یہ نظریہ توجہ طلب ہے۔چونکہ اس میں اخروی عذاب کا ذکر نہیں اس لئے یہ الجھن پیدا ہوتی ہے کہ بہت سے بدکار اور ظالموں کو اس دنیا میں سزا نہیں ملتی۔ بلکہ وہ تمام عمر عیش کرتے ہیں۔اگر دنیوی گناہوں کی سزا آخرت میں بھی نہ ملے تو پھر کہاں ملے گی؟ نیز اخروی عذاب کا خوف نہ ہونے کی وجہ سے نیکی کی اندرونی تحریک اور جذبہ بھی ختم ہو جائے گا۔(۲) دنیوی آرام اور تکلیف کو جزا سزا کہنا بھی مشکل ہے۔کیونکہ بسا اوقات نافرمانوں اور بدکرداروں پر انعامات نظر آتے ہیں۔کیونکہ وہ دنیوی محنت یا مکاری سے خوشحالی پیدا کر لیتے ہیں۔جو کہ درحقیقت قدرت کی طرف سے ڈھیل ہوتی ہے۔نہ کہ انعام۔اسی طرح بعض نیک لوگوں پر مصائب نظر آتے ہیں۔قدرت کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے۔نہ کہ عذاب۔

۵۔احکام میں شدت:

موسوی شریعت کے بعض معاشرتی احکام خاصے شدید ہیں،مثلاً خداوند نے موسیٰ سے کہا۔بنی اسرائیل سے کہہ اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور اس کے لڑکا ہو تو وہ سات دن تک ناپاک۔اگر لڑکی ہو تو دو ہفتے ناپاک رہے گی۔(۱۲۲) اگر کسی کو کوڑھ کا مرض ہو تو ناپاک ہے۔کاہن اس کو سات دن بند رکھے۔(۱۲۳) کسی شخص کو جریان کا مرض ہو تو وہ جریان کے سبب سے ناپاک ہے۔جس چیز پر بیٹھے یا سوئے ناپاک ہے۔(۱۲۴) مردہ جانور کی لاش کو چھونے اور اٹھانے والا شام تک ناپاک رہے گا۔(۱۲۴) ظاہر ہے کہ معاشرہ میں رہتے ہوئے ان احکام پر پورا اترنا اور ان پابندیوں کو ملحوظ رکھنا مشکل کام ہے۔

۶۔سبت کی حیثیت:

بنی اسرائیل میں سبت یعنی ہفتے کے دن کا خصوصی مقام ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ اس دن دنیوی کام نہ کئے جائیں۔اس کا ذکر قرآن میں بھی موجود ہے کہ اس دن کی تعظیم نہ کرنے کی وجہ سے وہ

بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ ہو گئے۔(۱۲۵) توراۃ کے حوالے سے اس کی اہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیں کہ سبت کی بے حرمتی کرنے پر ایک شخص کو موسیٰ کے حکم سے سنگسار کیا گیا۔(۱۲۶)

سبت چونکہ ساتواں دن ہے۔اس طرح سات کے عدد کو بھی خصوصی مقام حاصل ہے۔مثلاً تو اپنے کھیت کو چھ برس بونا۔لیکن ساتویں سال زمین کے لئے خاص آرام کا سبت ہو۔یہ سبت خدا کے لئے ہو۔اگر یہ خیال ہو کہ ساتویں برس کیا کھائیں گے۔تو میں چھٹے برس اتنی برکت دوں گا کہ تین سال کے لئے کافی ہو۔(۱۲۷)

مذہبی اعتبار سے سبت کی تعظیم اپنی جگہ موجودہ دور میں اس پر عمل مشکل ہے۔کیونکہ چند منٹوں کے لئے بھی بجلی کی بندش ''ٹیلیفون کی گڑ بڑ اور ٹریفک کی رکاوٹ نا قابل برداشت ہو جاتی ہے۔چہ جائیکہ پورے دن کے لئے کام کی ممانعت یا پورے سال کے لئے کاشت کاری پر پابندی لگا دی جائے۔

۷۔ناحق اور نامناسب سزائیں:

موسوی شریعت میں بعض مواقع پر غیر محرم کو سزا دی گئی ہے۔مثلاً جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں۔ان کی اولاد کو تیسری اور چوتھی پشت تک باپ دادا کی طرح بدکاری کی سزا دیتا ہوں۔(۱۲۸) ظاہر ہے کہ تیسری یا چوتھی پشت کو سزا دینا بے قصور کو مجرم ٹھہرانا ہے۔جس کا مطلب ہے کرے کوئی اور بھرے کوئی۔(ہمارے خیال میں اس قسم کے احکام سماوی نہیں بلکہ بعد کی تحریف شدہ صورت ہے اور مضمون نگار کا انہیں ناحق و نامناسب کہنا اسی بنیاد پر ہے۔واللہ اعلم......مدیر)

بعض اوقات ایک کے جرم کا اثر دوسرے پر ڈال دیا گیا ہے۔مثلاً آدم و حوا نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی اور شجر ممنوعہ کھایا،جس کی وجہ سے زمین لعنتی ہو گئی۔(۱۲۹) اس میں قصور آدم و حوا کا تھا۔مگر زمین کو لعنتی قرار دے دیا گیا۔

بعض مقامات پر سزا کا انداز نا قابل فہم ہے۔مثلاً اگر بیل کسی کے غلام یا لونڈی کو سینگ سے مارے تو مالک اس غلام یا لونڈی کے مالک کو تیس مثقال روپے دے اور بیل کو سنگسار کیا جائے۔(۱۳۰) یہاں سزا کا پہلا حصہ یعنی مالی جرمانہ تو قابل فہم ہے مگر دوسرا حصہ بالکل غیر معقول ہے۔کیونکہ ایک تو غیر عاقل اور غیر مکلّف کو سزا ہے۔دوسرے سنگساری کی سزا عبرت کے لئے ہوتی ہے۔مگر ایک بیل کو سنگسار کرنے سے دوسروں کو کیا عبرت حاصل ہو گی؟

ھر چہ بگند دنمکش می زنند......☆......وای بہ روزی کہ بگند دنمک

۸۔ بدویت:

موسوی شریعت ایک تو ساڑھے تین ہزار سال قدیم ہے۔ اس اعتبار سے اس دور کی حضری زندگی موجودہ دور کی بدوی زندگی سے بھی پیچھے ٹھہرتی ہے۔ دوسرے اس شریعت کا تعلق ان لوگوں کے ساتھ تھا جو صحرائے سینا میں مقیم تھے۔ جہاں کی ضروریات زندگی نہایت محدود تھیں۔ اس بنا پر یہ شریعت ''کھیت، جانور، لڑائی جھگڑا، غلام اور شادی کے مسائل کے اردگرد گھومتی ہے۔ جو کہ بدوی زندگی کا خاصہ ہے۔

۹۔ تدریج:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات چار حصوں یعنی خروج، احبار، گنتی اور استثناء میں مذکور ہیں۔ پہاڑ پر الواح کی شکل میں جو شریعت عطا ہوئی وہ خروج میں مذکور ہے۔ اور نسبتاً اصولی احکام پر مشتمل ہے۔ نکاح وغیرہ کے احکام جزئیات پر مشتمل ہیں اور احبار میں مذکور ہیں۔ نبوت کے ۴۰ برس بعد کے مسائل واحکام، جبکہ موسیٰ علیہ السلام سینا سے اردن چلے گئے تھے، استثناء میں درج ہیں۔ اس طرح مجموعی طور پر اس شریعت میں تدریج بھی ہے اور مسائل کے بیان میں تکرار بھی موجود ہے۔

عیسوی شریعت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آج سے دو ہزار سال قبل فلسطین کے علاقے بیت اللحم میں پیدا ہوئے۔ یروشلم، گلیلی اور ناصرہ کے علاقے میں تبلیغ کی۔ تقریباً ۳۳ سال کی عمر میں اس دنیا سے آسمانوں پر اٹھا لئے گئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تبلیغ سے متصلاً بعد آپ نے اپنے مشن کا آغاز کیا۔ آپ پر نازل شدہ کتاب انجیل کا ذکر قرآن میں متعدد مقامات پر ہے۔ قرآنی بیان کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ بھی صاحب شریعت نبی ہیں۔ (۱۳۱) جبکہ قرآن کی دوسری آیت ہے:

ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم (۱۳۲)

(تاکہ بعض وہ چیزیں حلال کردوں جو تم پر حرام کردی گئیں ہیں۔)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کلی طور پر نئی اور مستقل شریعت کے حامل نہیں بلکہ سابقہ شریعت کے پیروکار ہیں۔ جس میں آپ نے جزوی ترمیم کی ہے۔ اس طرح آپ کی دو حیثیتیں سامنے آتی ہیں اور

موجودہ بائبل سے بھی اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً موسوی شریعت میں قربانی اور سبت کی انتہائی اہمیت تھی۔ مگر آپ نے دونوں کی یہ حیثیت ختم کر دی۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات میں درج ہے کہ بالیاں توڑ کر کھانے پر اعتراض ہوا کہ آپ سبت کا احترام نہیں کرتے۔ تو آپ نے جواب دیا کیا تم نے توراۃ نہیں پڑھا کہ کاہن سبت کے دن ہیکل میں سبت کی بے حرمتی کرتے ہیں اور بے قصور رہتے ہیں۔ لیکن اگر تم اس کے معنی جانتے تو بے قصوروں کو قصوروار نہ ٹھہراتے'' کیونکہ ابن آدم سبت کا مالک ہے۔ پھر آپ نے مزید کہا میں قربانی کو نہیں بلکہ رحم کو پسند کرتا ہوں۔ (۱۳۳)

اسی طرح آپ نے عبادات کے باب میں دو ترمیمیں کر دیں۔ یہ دونوں ترمیمیں محمدی شریعت کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں۔

طلاق کے متعلق آپ کا فرمان ہے'' یہ بھی کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑے، اسے طلاق نامہ لکھ دے۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑے وہ اس سے زنا کرتا ہے۔ اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی بیوی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔ (۱۳۴)

اسی طرح آپ نے توراۃ کے حوالے سے کہا کہ اس میں مذکور تھا'' زنا نہ کرنا'' لیکن میں تم سے کہتا ہوں جس کسی نے بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی، وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔ جھوٹی قسم نہ کھانا، لیکن میں کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا۔ آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت، لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا، بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے، دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔ (۱۳۵)

ان عبارتوں سے تین ترامیم سامنے آتی ہیں۔ طلاق کی مکمل ممانعت، قسم کھانے کی ممانعت اور بدلہ لینے کی مخالفت، مگر مجموعی طور پر دیکھیں تو آپ نے موسوی شریعت پر ہی عمل کیا۔ نیز آپ نے توراۃ کی تنسیخ کا کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ جیسا کہ آپ کا بیان ہے۔ تم یہ نہ سمجھو'' میں توراۃ یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ (۱۳۶)

اسی طرح ایک موقعہ پر یسوع نے کوڑھی کو تندرست کیا۔ اور کہا جو نذر موسیٰ نے مقرر کی ہے اسے گزار دو تا کہ ان کے لئے گواہی ہو۔ (۱۳۷)

ان حوالہ جات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ آپ موسوی شریعت پر عامل تھے اور اس کی تبلیغ

بھی کرتے تھے۔ نیز اگر آپ کے پاس مستقل شریعت ہوتی تو اس کی تفصیلات وکلیات بھی ہوتے مگر ان میں سے کچھ بھی دستیاب نہیں۔ مزید براں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حالات میں درج ہے کہ آپ کی تدفین سوتی خوشبودار چیزوں کے ساتھ کی۔ جس طرح کہ یہودیوں میں دفن کرنے کا اصول ہے۔ (۱۳۸) صلیب کے موقعہ پر حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حواری موجود تھے اگر وہ چاہتے تو آپ کی تدفین یہودی طریقہ کی بجائے آپ کے طریقہ پر کرتے۔ (یہ عیسائیوں کے نظریہ کے مطابق انہی کا قول نقل کیا گیا ہے مسلمانوں کا اس پر اعتقاد نہیں۔ بلکہ مسلمان تو رفع الی السماء کے قائل ہیں پھر تدفین کیسی؟......مدیر) خلاصہ کلام یہ کہ چند جزوی ترامیم کے علاوہ مجموعی طور پر آپ موسوی شریعت پر ہی عامل تھے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پاس تفصیلی شریعت نہ ہونے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ آپ کا تبلیغی دور محض تین سال پر مشتمل تھا۔ اس قدر قلیل عرصے میں اصلاح عقائد اور تزکیہ نفس پر ہی زور دیا جاتا ہے۔ شریعت کا نفاذ ممکن نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ اگلی منزل ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ کے مکی دور سے واضح ہے کہ آپ نے شریعت کا اعلان یا نفاذ مکہ میں نہیں کیا۔

۲۔ دوسری وجہ یہ کہ آپ کے اصحاب کی تعداد نہایت کم تھی قوت حاکمہ ونافذہ رومیوں کے پاس تھی۔ جس میں یہود کا بھرپور اثر ورسوخ تھا اور وہ آپ کے شدید مخالف تھے۔

۳۔ تیسری وجہ یہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا انداز بیاں اس قدر اشارتی تھا کہ بغیر تمثیل کے ان سے کچھ نہ کہا جاتا۔ (۱۳۹) یہ انداز بیاں تبلیغ کے لئے تو بوجہ مجبوری کام دے سکتا ہے کیونکہ آپ کمزور تھے اور دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے۔ مگر یہ انداز شریعت کے لئے موزوں نہیں۔ کیونکہ اس کے لئے واضح بیان، ٹھوس انداز اور قطعی الفاظ کی ضرورت ہوتی ہے۔

عیسوی مذہب کی خصوصیات:

موسوی شریعت کے برعکس حضرت عیسی علیہ السلام کی تعلیمات میں ظاہر کی بجائے باطن اور شریعت کی بجائے تزکیہ نفس پر زیادہ زور ہے۔ جس کی واضح مثال آپ کا مشہور پہاڑی وعظ ہے جس کے اہم نکات یہ ہیں۔ صبر، علم، راست بازی، صلح جوئی، دل کی پاکی، دشمن سے رواداری، غریبوں مریضوں سے ہمدردی ومحبت، توکل، خدا سے معافی مانگنا، عیب جوئی کی ممانعت، ریاکاری اور مال جمع کرنے کی مذمت۔ آپ نے انہی صفات کے حامل لوگوں کو آسمانی بادشاہت، میں داخلہ کی بشارت سنائی۔ (۱۴۰)

تعرف الاشیاء باضدادھا ☆ ضدرا از ضدشناسند ای رفیق

چونکہ اس پہاڑی تعلیم میں عبادات کا کوئی ذکر نہ تھا۔ اس لئے عمل کی اہمیت ثانوی رہ گئی۔ اس کی مزید وضاحت دوسرے واقعہ سے ہوتی ہے کہ مسیح سے سوال ہوا کہ توراۃ کا سب سے بڑا حکم کیا ہے؟

اس نے اس سے کہا۔ خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور ساری عقل سے محبت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے۔ دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ (۱۴۱)

اس جواب میں آپ نے توراۃ کا سارا مفہوم ہی تبدیل کر دیا۔ کیونکہ توراۃ کا معنی ہی شریعت ہے اور یہ توراۃ خالصتاً شریعت اور سراپا عمل کا نام تھی۔ مگر آپ نے (اگر یہ بیان آپ ہی کا ہے تو) جواب میں اس کی تعلیمات کو صرف خدا اور پڑوسی کی محبت میں محدود کر کے، اعمال کو گول کر دیا۔ جس سے اعمال کی حیثیت مزید گھٹ گئی۔ (پیغمبر سے ایسا ہونا ممکن نہیں یہ تحریف کرنے والوں کا کام ہوسکتا ہے......مدیر)

۲۔ معافی کا اختیار:

انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ شدید ترین جرائم میں بھی آپ کو معافی کا اختیار تھا۔ مثلاً فقیہ اور فریسی ایک عورت کو لائے۔ جو زنا میں پکڑی گئی تھی۔ اور یسوع سے کہا۔ اے استاذ یہ عورت زنا میں عین فعل کے وقت پکڑی گئی ہے۔ توراۃ میں موسیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ایسی عورت کو سنگسار کریں۔ تو اس کی نسبت کیا کہتا ہے۔ یسوع نے کہا جو تم میں سے بے گناہ ہو۔ وہی پہلے پتھر مارے۔ یہ سن کر سب نکل گئے۔ پھر یسوع نے کہا۔ میں بھی حکم نہیں لگاتا۔ جا پھر گناہ نہ کرنا۔ (۱۴۲)

اس موقعہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ نہیں کہا کہ حد لگانا حکومت کا کام ہے۔ اسلئے میں کچھ نہیں کرسکتا۔ نہ یہ کہا تیرا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ نہ اسے استغفار کی تلقین کی۔ بلکہ جا پھر گناہ نہ کرنا۔ کی تلقین کر کے رخصت کر دیا۔ جس کا مطلب ہے کہ آپ کو گناہوں کی معافی کا اختیار حاصل تھا۔

معافی کا یہ اختیار صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہی محدود نہیں بلکہ آپ نے اپنے فرستادوں کو بھی عطا کیا تھا۔ چنانچہ یسوع نے شاگردوں سے کہا: جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے۔ اسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں۔ جن کے گناہ تم بخشو گے بخشے گئے۔ جن کے گناہ تم قائم رکھو گے ان کے قائم رکھے گئے۔ (۱۴۳)

اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رسولوں کو معافی کا جو اختیار دیا تھا وہ آگے بھی جاری رہا۔

جرح اللسان اشد من جرح السنان ......☆......زخم زبان برندہ تر از زخم شمشیر است

۳۔ تحلیل وتحریم کا اختیار:

شریعت میں تحلیل وتحریم کی بحث انتہائی اہم ہے۔ بلکہ درحقیقت اسی کا نام شریعت ہے اور اس کی نسبت بھی خدا کی طرف کی جاتی ہے۔ جبکہ انجیل میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف معافی کا اختیار ہی نہیں بلکہ تحلیل وتحریم کا اختیار بھی اپنے شاگردوں کو دیا تھا۔ مثلاً میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے وہ آسمان پر بندھ جائے گا۔ اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے وہ آسمان پر کھل جائے گا۔ اگر تم میں سے دو شخص زمین پر کسی بات کے لئے جسے وہ چاہتے ہیں اتفاق کریں تو وہ میرے باپ کی طرف سے جو آسمان پر ہے۔ ان کے لئے ہو جائے گا۔ (۱۴۴) یہ وہی مفہوم ہے جس کے متعلق قرآن مجید نے کہا تھا:

"اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللّٰہ"

(انہوں نے اپنے علماء اور راہبوں کو خدا سے ہٹ کر رب بنالیا۔)

اس پر ایک صحابی عدی بن حاتم نے کہا۔ ہم نے ان کو خدا تو نہیں بنایا تھا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا۔ کیا تم نے انہیں تحلیل وتحریم کا حق نہیں دیا؟ اس آیت سے وہی مراد ہے۔ (۱۴۵)

محمدی شریعت کی ضرورت:

یہ امر غور طلب ہے کہ ایک مفصل قانون یعنی موسوی شریعت کے ہوتے ہوئے کسی نئی شریعت کے نزول کی کیا ضرورت تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں سینکڑوں نبی آئے۔ انہوں نے اسی شریعت پر عمل کیا اور اپنی قوم کو بھی اسی کی تلقین کی۔ حتیٰ کہ اسی سلسلے کی آخری کڑی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اسی کے اجراء کا اعلان کیا۔ تقریباً دو ہزار سال تک نافذ رہنے کے بعد پھر کیوں اس شریعت کو منسوخ کیا گیا؟

اس اشکال کے متعدد جواب ہیں:

۱۔ تحریف وتبدل۔ دو ہزار سال کا عرصہ بہت طویل ہوتا ہے۔ اس مدت میں بیسیوں نسلیں پیدا ہوتی ہیں اور گزر جاتی ہیں۔ متعدد اقوام عروج وزوال کے مرحلوں سے گزرتی ہیں۔ کئی اقوام کا نام ونشان تک مٹ جاتا ہے۔ بچ جانے والی اقوام کی زبان، تہذیب رسم ورواج بدل جاتے ہیں

۔تہذیبیں بوڑھی ہوجاتی ہیں اورحقائق مسخ ہوجاتے ہیں ۔جس طرح خستہ دیواروں اور پرانی عمارتوں کی اصلاح ومرمت کی بجائے زیادہ بہتر یہ ہوتا ہے کہ ان کو ڈھا کرنئی عمارت بنادی جائے ۔اسی طرح پرانی شریعت میں جزوی یا کلی تبدیلی کی بجائے نئی شریعت کا نزول ہی بہتر تھا۔اس کی مزید تشریح یہ ہے کہ موسوی شریعت تحریف وتبدل کا شکار ہونے کی وجہ سے اپنی اصلیت کھوبیٹھی تھی ۔یہ تحریف ایک تو شعوری تھی کہ خود یہودی علماء نے مختلف مقاصد مثلاً فرقہ وارانہ نظریاتی حمایت ،رشوت خوری ،سہوو غفلت اور بڑوں کی رعایت کے لئے احکامات تبدیل کیے ۔جیسا کہ قرآن کا بیان ہے:

''یحرفون الکلم عن مواضعه (۱۴۶)

(کلمات کو اپنی جگہوں سے تبدیل کرتے ہیں)

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکمتوا الحق (۱۴۷)

(حق کو باطل کے ساتھ ملاؤ اور نہ حق کو چھپاؤ۔)

دوسری وجہ غیر شعوری تھی کہ یہودی قوم کئی مرتبہ تباہی و بربادی کا شکاری ہوئی۔جن میں سے دوحوادث بہت شدید تھے۔تقریباً ۶۰۰ قبل مسیح میں عراقی بادشاہ بخت نصر کے حملے سے یہودی قوم اور مذہب کو شدید نقصان پہنچا۔توراۃ منظر سے غائب کردی گئی۔پھر شاہ روم طیطس نے ۷۰ قبل از مسیح بیت المقدس پر حملہ کیا۔ہیکل کو تباہ کیا۔توراۃ کے نسخوں کو جلا دیا۔اس طرح توراۃ متعدد مرتبہ غائب کی گئی جس کی وجہ سے اس کا استناد اور تواتر ختم ہوگیا۔

۲۔نسلی غرور:

بنواسرائیل ایک چہیتی اور لاڈلی قوم تھی ۔اس کا بیان قرآن مجید نے بھی کیا ہے۔کہ میں نے تمہیں جہاں والوں پر فضیلت دی۔(۱۴۸)

لاڈلی بننے کی وجہ یہ تھی کہ اس قوم میں توحید کا تصور موجود تھا جبکہ دیگر اقوام شرک کے اندر غرق تھیں گو بنی اسرائیل کا تصور توحید بھی دیگر اقوام کے اختلاط کی وجہ سے دھندلا ہو چکا تھا۔مگر بہر حال موجود تھا۔

دوسری وجہ یہ کہ نبی زادے ہونے کی وجہ سے یہ لوگ احساس برتری میں مبتلا تھے۔اخروی عذاب سے بچ جانے کے مدعی تھے۔(۱۴۹) جب کوئی قوم خود کو اعلیٰ اور دوسروں کو گھٹیا سمجھے تو ان کا کردار بھی بگڑ جاتا ہے۔اس قوم کی گراوٹ کی یہ انتہاء تھی کہ اپنے انبیاء کو بھی قتل کردیتے تھے۔انہی اوصاف کی

بناء پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا اے ریا کار فقیہو، فریسیو! تم نبیوں کے قاتلوں کے فرزند ہو۔ اے سانپو! تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے۔ (۱۵۰)

اس نسلی غرور کی ایک جھلک تو خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات میں بھی نظر آتی ہے۔ جبکہ ایک کنعانی عورت نے درخواست کی کہ میری بیٹی میں بدروح ہے۔ اس کو نکال دیجئے۔ آپ نے جواب میں کہا۔ میں بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ اس نے سجدہ کیا اور کہا میری مدد کر۔ اس نے جواب دیا۔ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈالنا اچھا نہیں۔ (۱۵۱) یہاں کتوں سے مراد غیر اسرائیلی لوگ ہیں۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے معلم اخلاق کا یہ لب ولہجہ ہو تو عام اسرائیلیوں کا کیا حال ہوگا۔ اس طرح جو قوم مغرور بن جائے۔ وہاں نفرتوں کی دیواریں اور تنگ نظری کی گھاٹیاں ہوتی ہیں۔ نہ تو وہ دوسروں کے لئے تحمل و رواداری رکھ کر سکتے ہیں اور نہ اپنے خول سے باہر نکل سکتے ہیں۔

۳۔ آفاقی دین کی ضرورت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے متصل حالات تیزی سے تغیر پذیر ہو رہے تھے۔ سیاسی اتحاد اور جغرافیائی وسعتیں پیدا ہو رہی تھیں۔ چھوٹی اور مقامی حکومتوں کی بجائے وسیع حکومتیں قائم ہو رہی تھیں۔ مثلاً ذوالقرنین نے براعظم ایشیا، یورپ اور افریقہ یعنی تینوں براعظموں پر مشتمل حکومت قائم کر لی تھی۔ بعد ازاں سکندر اعظم بھی اسی طرح وسیع و عریض علاقے پر چھا گیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ کا مذہب تیزی سے پھیلا۔ ملک شام، روم، یونان اور مصر تک پہنچ گیا۔ اسی طرح عرب کے ذریعے چین اور ہندوستان کے تجارتی روابط یورپ سے قائم ہو گئے تھے۔ گویا اب حالات خود اس بات کا تقاضا کر رہے تھے کہ ایسا آسمانی مذہب آئے جو ان سیاسی، جغرافیائی اور تجارتی وسعتوں کی طرح تمام علاقوں پر پھیل جائے۔ اور آفاقی مذہب بنے۔

اس مقصد کے لئے عیسوی مذہب وشریعت موزوں نہ تھی۔ کیونکہ دیگر اقوام سے اختلاط کے باعث ان کے نظریات بگڑ گئے تھے اور اپنی حقیقت واصلیت کھو بیٹھے تھے۔

اسی طرح یہودی مذہب بھی غیر تبلیغی ہونے کی وجہ سے اس کا اہل نہ تھا۔ نیز اس مذہب میں طبقاتی نظام ہے۔ یعنی مذہبی رسومات کی ادائیگی کے لئے مخصوص افراد کی سیادت ہے۔ علم یا تقویٰ کسی

☆ بہ شیرین زبانی ولطف وخوشی..........توانی کہ پیلی بہ موئی کشی ☆

استحقاق کی بنیاد نہیں بلکہ مخصوص خاندان کو تفوق حاصل ہے۔ اس طرح بنو اسرائیل میں بھی عملی طور پر ہندو مذہب والا ذات پات کا نظام ہے کہ اس میں تو چار درجے نہیں اور برہمن کو تفوق ہے۔ مگر بنو اسرائیل میں تین درجے ہیں۔(۱) بنو لاوی یعنی ہارون کی اولاد۔(۲) عام اسرائیلی۔(۳) دیگر لوگ۔ اس قسم کی قوم دیگر اقوام سے میل ملاپ کو ناپسند کرتی ہے اور آفاقی بننے کی اہلیت نہیں رکھتی۔

۴۔جدید حالات کے ناموافق:

موسوی شریعت میں بعض قوانین تھے جو موجودہ حالات کا ساتھ نہیں دے سکتے تھے۔ مثلاً سبت کے دن کام کرنے کی شدید ممانعت ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام دن کے لئے دنیوی کاروبار بند کردیا جائے۔ اس طرح قربانی اور مختلف جرائم کے کفاروں میں جانور ذبح کرنے کا حکم ہے۔ جو کہ پرانے دور میں آسان تھے۔ کیونکہ آبادی کم تھی صحرا زیادہ تھے جانور عام اور سستے ہوتے تھے۔ مگر موجودہ دور میں قربانی خاصی مہنگی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بعض مسائل میں ترمیم کی۔ مثلاً طلاق کی ممانعت کی مگر معاملہ سلجھنے کی بجائے افراط تفریط کا شکار رہا۔ جس کا اندازہ موجودہ دور میں طلاق کی اونچی شرح سے ہوسکتا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دشمن کے مقابلے میں انتہائی تحمل ورواداری کی تعلیم دی تھی۔ مگر عیسائیوں نے اپنے مجموعی کردار سے ثابت کردیا کہ یہ تعلیمات ناقابل عمل ہیں۔ جیسا کہ صلیبی جنگوں میں انہوں نے مظاہرہ کیا۔

۵۔ یہود کی اصل زبان عبرانی تھی اور تورات بھی عبرانی زبان میں تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عبرانی زبان ختم ہوگئی اور اس کی جگہ آرامی زبان نے لے لی۔ اب یہودی کتب کے نسخے اصل زبان کی بجائے آرامی اور یونانی زبانوں میں دستیاب ہیں۔ شریعت اور قانون میں حرفیت پسندی اور ظاہریت کی خاصی اہمیت ہوتی ہے۔ اگر کسی عبارت کا ترجمہ دوسری زبان میں کیا جائے تو پہلی زبان کی اصلیت اور حقیقت گم ہو جاتی ہے۔ قانونی موشگافیوں کے تقاضے ختم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اصل زبان کے تمام مفاہیم اور تقاضے دوسری زبان میں منتقل نہیں ہو سکتے۔ اس طرح آسمانی شریعت کی روح ختم ہو کر رہ گئی۔

محمدی شریعت:

مسطورہ بالا حالات واسباب خود اس بات کے متقاضی تھے کہ ایسی آسمانی شریعت نازل ہو جو

ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہو۔ چنانچہ عرب کے مرکزی شہر مکہ اور قریش کے معزز خاندان بنو ہاشم کے ایک گھرانے میں ۵۷۱ء میں حضور ﷺ کی ولادت ہوئی۔ ۴۰ برس کی عمر میں نبوت کا اعلان کیا۔ دوسری وحی پر تبلیغ شروع کی۔ توحید کے تمام پیغام کے ساتھ شریعت کا آغاز ہوا۔ یہ شریعت دائمی، ہمہ گیر اور جامع تھی۔ انسانی زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی اور تمام ضرورتوں کی کفیل تھی۔ یہ احکام تقریباً ۲۲ سالہ دور نبوت یعنی دوسری وحی کے بعد بتدریج نازل ہوئے۔ اور وقتاً فوقتاً پیش آمدہ ضرورتوں کے مطابق بیان ہوئے۔ مناسب ہوگا کہ سالوں کی ترتیب کے ساتھ ان کا ذکر کیا جائے۔ تاکہ سن نزول بھی معلوم ہو سکے۔ اس سلسلے میں پہلا باب عبادات کا ہے۔ جس میں سرفہرست نماز ہے۔

نماز:

یہ اسلام کی اہم ترین جسمانی عبادت ہے۔ جس کا ذکر سو سے زیادہ مرتبہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ (۱۵۲) اس کا آغاز اسلام کے ابتدائی زمانہ سے ہو گیا تھا۔ جیسا کہ سورہ مزمل سے واضح ہے۔

اس وقت صرف رات کی ایک نماز فرض تھی۔ پھر دو، تین، حتیٰ کہ معراج کے موقعہ پر باقاعدہ پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ (۱۵۳) ابتدا میں نماز کی دو دو رکعتیں تھیں، ہجرت کے پہلے سال ظہر، عصر اور عشاء کی رکعات کی تعداد چار چار کر دی گئی۔ (۱۵۴) نماز کے لئے اذان کا سلسلہ بھی اسی سال سے شروع ہوا۔ تحویل قبلہ ۲ھ میں ہوا۔ (۱۵۵) یعنی مسلمان بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے لگے۔ وضو کا باقاعدہ حکم، غسل اور تیمّم کے احکام سورہ مائدہ آیت نمبر ۶ میں ہیں جس کا سن نزول ۷ھ ہے۔ (۱۵۶) مطلب یہ کہ وضو اور غسل کا عمل گو پہلے سے جاری تھا۔ مگر قرآن میں ان کا باقاعدہ نزول ان سالوں میں ہوا۔ نماز میں بات چیت کی اجازت بھی دیر تک رہی۔ اس طرح نماز کی موجودہ شکل ۱۷ سال کے ارتقائی مراحل کا نتیجہ ہے۔ (جاری ہے............)

اسکولوں اور دینی مدارس کے طلباء و طالبات کے لئے!

مختصر نصابِ حدیث سوالاً جواباً

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

رائیت الناس قد مالوا الی من عنده مال ☆ومن لا عنده مال عنه الناس قد مالوا

حواشی

۶۱۔ بائبل، پیدائش،۱۲۔۷،۱۴۔۱۸
۶۲۔ قصص القرآن،۳:۵۰
۶۳۔ سورہ صفت:۱۰۶
۶۴۔ بائبل، پیدائش،۲۱:۳
۶۵۔ تفسیر خازن،۱:۸۶
۶۶۔ بائبل، پیدائش،۱۷:۱۵
۶۷۔ ایضا،۲۸۔۲۲
۶۸۔ ایضا۳۸۔۱۸
۶۹۔ ایضا،۴۸۔۲۰
۷۰۔ ایضا،۲۰۔۱۳
۷۱۔ ایضا،۲۹۔۲۲
۷۲۔ سورہ عنکبوت،۲۹
۷۳۔ الجامع لاحکام القرآن:۹:۳۳۴
۷۴۔ بائبل، پیدائش،۲۹:۲۴
۷۵۔ ایضا،۱۲:۷
۷۶۔ اسلامی انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا، بذیل موسیٰ
۷۷۔ سورہ شوریٰ:۱۳
۷۸۔ فہرست لابن ندیم:۵۸
۷۹۔ سورہ اعلیٰ:۱۹۰
۸۰۔ معارف القرآن، سورہ یونس، بذیل آیت:۸۷
۸۱۔ بائبل، خروج،۳:۱۹
۸۲۔ سورہ بقرہ:۱۹
۸۳۔ بائبل، خروج،۳:۸
۸۴۔ ایضا،۲۴:۴
۸۵۔ ایضا،۳۴:۱
۸۶۔ سورہ انعام:۱۵۵
۸۷۔ خروج،۳۴:۲۸
۸۸۔ بائبل، احبار،۱۶:۲۹
۸۹۔ ایضا،۱:۳۱
۹۰۔ بائبل، خروج،۳۰،۱۳:۱۰
۹۱۔ تفسیر خازن،۱:۲۰
۹۲۔ روح المعانی، علامہ آلوسی ابوالفضل محمد شہاب الدین، مکتبہ رشیدیہ ’’مصر،،:۹:۸۱
۹۳۔ بائبل، احبار،۱۱:۱۹
۹۴۔ ایضا،۱۸:۱۹
۹۵۔ بائبل استثناء۱۸۔۱۷
۹۶۔ ایضا۲۲۔۱۸
۹۷۔ بائبل، گنتی،۵۔۲۶
۹۸۔ بائبل، خروج،۲۲۔۱۶
۹۹۔ ایضا،۲۳۔۹
۱۰۰۔ احبار،۱۹۔۱۹
۱۰۱۔ بائبل، استثناء،۲۴۔۱۰
۱۰۲۔ ایضا،۲۲۔۲
۱۰۳۔ ایضا،۱۸۔۱۲
۱۰۴۔ ایضا،۲۰۔۱۴
۱۰۵۔ خروج،۳۱۔۲۵
۱۰۶۔ بائبل، استثناء،۱۹۔۴

☆مگس جایی نخواہد رفت بجزد کان حلوایی ☆

۱۰۷۔ بائبل، احبار، ۲۵-۲۲

۱۰۸۔ بائبل، خروج، ۲۲-۱۸

۱۰۹۔ استثناء، ۱۲-۱۷

۱۱۰۔ ایضا، ۱۳-۵

۱۱۱۔ ایضا، ۲۲-۱۸

۱۱۲۔ احبار، ۱۹-۲۰

۱۱۳۔ خروج، ۲۷-۱۲

۱۱۴۔ ایضا، ۲۸-۷

۱۱۵۔ بائبل، متی، ۶-۱۳

۱۱۶۔ بائبل، گنتی، ۸-۸

۱۱۷۔ ایضا، ۳-۴

۱۱۸۔ بائبل، احبار، ۶-۲۷

۱۱۹۔ استثناء، ۱۸-۱۳

۱۲۰۔ احبار، ۱۶-۲۱

۱۲۱۔ ایضا، ۲۶-۲۱، ۲۰-۲۱

۱۲۲۔ ایضا ۱۲-۵

۱۲۳۔ ایضا، ۲۷-۱۸

۱۲۴۔ ایضا، ۱۱-۱۴

۱۲۵۔ سورہ مائدہ:۶۰

۱۲۶۔ بائبل، گنتی ۱۵-۳۶

۱۲۷۔ احبار ۲۵-۲

۱۲۸۔ خروج ۱۹-۶

۱۲۹۔ پیدائش ۳-۱۷

۱۳۰۔ خروج ۲۱-۳۲

۱۳۱۔ سورہ شوری، ۱۳

۱۳۲۔ سورہ آل عمران:۵۰

۱۳۳۔ بائبل، متی ۱۲-۸

۱۳۴۔ ایضا ۵-۳۴

۱۳۵۔ ایضا ۵-۳۹

۱۳۶۔ ایضا ۵-۱۷

۱۳۷۔ ایضا ۴-۴

۱۳۸۔ بائبل، یوحنا ۱۹-۴۱

۱۳۹۔ بائبل، متی ۱۳-۴۹

۱۴۰۔ متی، ۵

۱۴۱۔ ایضا، ۲۲-۴۰

۱۴۲۔ یوحنا، ۸-۱۱

۱۴۳۔ ایضا ۲۰-۲۲

۱۴۴۔ متی ۱۸-۲۰

۱۴۵۔ تفسیر ابن کثیر، زیر آیت ۳۱ سورہ توبہ

۱۴۶۔ سورہ النساء:۴۶

۱۴۷۔ سورہ بقرہ:۴۲

۱۴۸۔ سورہ بقرہ:۴۷

۱۴۹۔ سورہ بقرہ:۸۰، سورہ مائدہ:۱۸

۱۵۰۔ بائبل متی ۲۲-۲۹

۱۵۱۔ ایضا ۱۵-۲۶

۱۵۲۔ سیرت النبی ۵:۶۲

۱۵۳۔ ایضا ۵:۱۱۲

۱۵۴۔ البدایہ والنعایہ، ۳:۲۸۹

۱۵۵۔ ایضا

۱۵۶۔ تفہیم القرآن، ابوالاعلیٰ مودودی ''تمام سورتوں کا سن نزول اسی کتاب سے ماخوذ ہے۔ یعنی ہر سورت کے مقدمہ میں سن لکھا ہوا ہے۔

☆ این دغل دوستان که می بینی مگسانند گرد شیرینی ☆